صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم

صحیح نمازِ نبوی

تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک

۱ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ (کعبہ) کی طرف رخ کرتے، رفع الیدین کرتے اور فرماتے: اللہ اکبر [1]

اور فرماتے: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ [2]

۲ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے [3]

یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے [4]

لہٰذا دونوں طرح جائز ہے لیکن زیادہ حدیثوں میں کندھوں تک رفع الیدین کرنے کا ثبوت ہے، یاد رہے کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کے ساتھ کانوں کا پکڑنا یا چھونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ مردوں کا ہمیشہ کانوں تک اور عورتوں کا کندھوں تک رفع یدین کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

---

[1] ابن ماجہ: ۸۰۳ وسندہ صحیح، وصححہ الترمذی: ۳۰۴ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۲ وابن خزیمہ: ۵۸۷
اس کے راوی عبدالحمید بن جعفر جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصحیح الحدیث ہیں، دیکھئے نصب الرایہ (۳۴۴/۱)
ان پر جرح مردود ہے۔ محمد بن عمرو بن عطاء ثقہ ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۶۱۸۷)
محمد بن عمرو بن عطاء کا ابوحمید الساعدی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی مجلس میں شامل ہونا ثابت ہے، دیکھئے صحیح البخاری (۸۲۸) لہٰذا یہ روایت متصل ہے۔ البحر الزخار (۱۶۸/۲ ح ۵۳۶) میں اس کا ایک شاہد بھی ہے جس کے بارے میں ابن الملقن نے کہا: "صحیح علیٰ شرط مسلم" (البدر المنیر ۴۵۶/۳)

[2] البخاری: ۷۵۷، مسلم: ۳۹۷/۴۵

[3] البخاری: ۷۳۶، مسلم: ۳۹۰

[4] مسلم: ۲۶، ۳۹۱/۲۵

۳: آپ ﷺ (انگلیاں) پھیلا کر رفع یدین کرتے تھے [1]

٤: آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھتے تھے۔ [2]

لوگوں کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔ [3]

ذراع: کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید ص ۵٦۸)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی، کلائی اور ساعد پر رکھا [4]

ساعد: کہنی سے ہتھیلی تک کا حصہ (ہے) دیکھئے القاموس الوحید (ص ۷٦۹)

اگر ہاتھ پوری ذراع (ہتھیلی، کلائی اور ہتھیلی سے کہنی تک) پر رکھا جائے تو خود بخود ناف سے اوپر اور سینے پر آجاتا ہے۔

٥: رسول اللہ ﷺ تکبیر (تحریمہ) اور قراءت کے درمیان درج ذیل دعا (سراً یعنی بغیر جہر کے) پڑھتے تھے: ((**اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِيْ وَبَیْنَ خَطَایَايَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰھُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْأَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ**)) [5]

---

[1] ابوداود: ۷۵۳ وسندہ صحیح، وصححہ ابن خزیمہ: ۴۵۹ وابن حبان، الاحسان: ۴۷۷ والحاکم: ۱/۲۳۴ ووافقہ الذہبی

[2] احمد فی مسندہ ۵/۲۲٦ ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن، وعنہ ابن الجوزی فی التحقیق: ۱/۲۸۳ ح ۴۷۷ دوسرا نسخہ: ۱/۳۳۸ ح ۴۳۴

[3] البخاری: ۷۴۰ وموطأ امام مالک: ۱/۱۵۹ ح ۳۷۷

[4] ابوداود: ۷۲۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۸۹۰، وصححہ ابن خزیمہ: ۴۸۰ وابن حبان: ۱۸۵۷

تنبیہ: مردوں کا ناف سے نیچے اور صرف عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا (یہ تخصیص) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

[5] البخاری: ۷۴۴، مسلم: ۵۹۸/۱۴۷

درج بالا دعا کا ترجمہ: اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دُوری بنا دے جیسا کہ مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے، اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح (پاک) صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل سے (پاک و) صاف ہوتا ہے، اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھوڈال (معاف کر دے۔)

درج ذیل دعا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ)) [1]

ثابت شدہ دعاؤں میں سے جو دعا بھی پڑھ لی جائے، بہتر ہے۔

۶: اس کے بعد آپ ﷺ درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ [2]

۷: آپ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے تھے۔ [3]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جہراً پڑھنا بھی صحیح ہے اور سراً بھی صحیح ہے، کثرتِ دلائل کی رو سے عام طور پر سراً پڑھنا بہتر ہے۔ [4]

اس مسئلے میں سختی کرنا بہتر نہیں ہے۔

---

[1] ابوداود: ۷۷۵ وسندہ حسن، النسائی: ۹۰۰، ۹۰۱، ابن ماجہ: ۸۰۴، الترمذی: ۲۴۲، وأعل بما لا یقدح وصححہ الحاکم: ۱/۲۳۵ ووافقہ الذہبی۔

ترجمہ: اے اللہ! تو پاک ہے، اور تیری تعریف کے ساتھ، تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے تیرے سوا دوسرا کوئی الٰہ (معبود برحق) نہیں ہے۔

[2] ابوداود: ۷۷۵ وسندہ حسن

[3] النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، وصححہ ابن خزیمہ: ۴۹۹ وابن حبان: الاحسان: ۱۷۹۴، والحاکم علیٰ شرط الشیخین: ۱/۲۳۲ ووافقہ الذہبی۔ ☆ تنبیہ: اس روایت کے راوی سعید بن ابی ہلال نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے بیان کی ہے، خالد بن یزید کی سعید بن ابی ہلال سے روایت صحیح بخاری (۱۳۶) وصحیح مسلم (۱۹۷۷/۴۲) میں موجود ہے۔

[4] "جہراً" کے جواز کے لئے دیکھئے النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، "سراً" کے جواز کے لئے دیکھئے صحیح ابن خزیمہ: ۴۹۵ وسندہ حسن، صحیح ابن حبان، الاحسان: ۱۷۹۶ وسندہ صحیح۔

۸: پھر آپ ﷺ سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ❶

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

سورۂ فاتحہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے اور ہر آیت پر وقف کرتے تھے۔ ❷

آپ ﷺ فرماتے تھے: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی (صحیح البخاری: ۷۵۶)

اور فرماتے: ((كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ))

ہر نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے، ناقص ہے۔ [ابن ماجہ: ۸۴۱ وسندہ حسن]

۹: پھر آپ ﷺ آمین کہتے تھے ❸، سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر جب آپ نے ولا الضالین (جہراً) کہی تو آمین (جہراً) کہی ❹ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں (امام اور مقتدیوں کو) آمین جہراً کہنی چاہیے۔☆

---

❶ النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح دیکھئے حاشیہ سابقہ: ۳

☆ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ: سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، جو رحمٰن ورحیم ہے، یوم جزا کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب کیا گیا اور جو گمراہ ہیں۔

❷ ابوداود: ۴۰۰۱، الترمذی: ۲۹۲۷ وقال: ''غریب'' وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین (۲۳۲/۲) ووافقہ الذہبی وسندہ ضعیف ولہ شاہد قوی فی مسند احمد: ۲۸۸/۶ ح ۲۷۰۰۳ وسندہ حسن والحدیث بہ حسن

❸ النسائی: ۹۰۶، وسندہ صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: ۷ حاشیہ: ۳ ❹ ابن حبان الاحسان: ۱۸۰۲، وسندہ صحیح

☆ ایک روایت میں آیا ہے کہ '' فجھر بآمین '' پس آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ ابوداود: ۹۳۳ وسندہ حسن

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے: ((وخفض بها صوته))
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز پست رکھی۔ [1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سری نماز میں آمین سراً کہنی چاہیے، سری نمازوں میں آمین سراً کہنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ والحمد للہ

۱۰ : پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورت سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے۔ [2]

۱۱ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر سورۂ فاتحہ پڑھو اور جو اللہ چاہے پڑھو۔ [3]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے تھے۔ [4]

اور آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ [5]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قراءت کے بعد رکوع سے پہلے سکتہ کرتے تھے۔ [6]

۱۲ : پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے لئے تکبیر (اللہ اکبر) کہتے۔ [7]

۱۳ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ [8]

آپ (عندالرکوع وبعدہ) رفع یدین کرتے پھر (اس کے بعد) تکبیر کہتے۔ [9]

---

[1] احمد: ۳۱۶/۴ ح ۱۹۰۴۸، ورجالہ ثقات وھو معلول وأعلہ البخاری وغیرہ

[2] مسلم: ۴۰۰/۵۳ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أنزلت علي آنفاً سورة ، فقرأ بسم الله الرحمٰن الرحيم إنا أعطيناك الكوثر فصل لربك وانحر إن شانئك هو الأبتر)) سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھی تو مہاجرین وانصار سخت ناراض ہوئے تھے۔ اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سورت سے پہلے بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے، رواہ الشافعی (الام: ۱۰۸/۱) وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم (۲۳۳/۲) ووافقہ الذہبی۔ اس کی سند حسن ہے۔

[3] ابوداود: ۸۵۹، وسندہ حسن [4] البخاری: ۷۶۲ و مسلم: ۴۵۱ [5] البخاری: ۷۷۶، مسلم: ۴۵۱/۱۵۵

[6] ابوداود: ۷۷۷، ۷۷۸، ابن ماجہ: ۸۴۵ وھو حدیث صحیح / حسن بصری مدلس ہیں (طبقات المدلسین بتحقیقی: ۲/۴۰) لیکن ان کی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح ہوتی ہے اگرچہ تصریح سماع نہ بھی ہو کیونکہ وہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب سے روایت کرتے تھے، نیز دیکھئے نیل المقصود فی التعلیق علیٰ سنن ابی داود: ۳۵۴ [7] البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲/۲۸ [8] البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰/۲۲ [9] مسلم: ۳۹۰/۲۲

اگر پہلے تکبیر اور بعد میں رفع یدین کر لیا جائے تو یہ بھی جائز ہے، ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔ ❶

١٤: آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے، مضبوطی سے پکڑتے پھر اپنی کمر جھکاتے (اور برابر کرتے) ❷ آپ ﷺ کا سر نہ تو (پیٹھ سے) اونچا ہوتا اور نہ نیچا (بلکہ برابر ہوتا تھا) ❸

آپ ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے، پھر اعتدال (سے رکوع) کرتے۔ نہ تو سر (بہت) جھکاتے اور نہ اسے (بہت) بلند کرتے ❹ یعنی آپ ﷺ کا سر مبارک آپ کی پیٹھ کی سیدھ میں بالکل برابر ہوتا تھا۔

١٥: آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے گویا کہ آپ نے انھیں پکڑ رکھا ہے اور دونوں ہاتھ کمان کی ڈوری کی طرح تان کر اپنے پہلوؤں سے دور رکھے۔ ❺

١٦: آپ ﷺ رکوع میں: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہتے (رہتے) تھے۔ ❻

آپ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے کہ یہ (دعا) رکوع میں پڑھیں۔ ❼

آپ ﷺ سے رکوع میں یہ دعائیں بھی ثابت ہیں:

---

❶ ابوداود: ٧٣٠ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: ١ حاشیہ: ١ ❷ البخاری: ٨٢٨ ❸ مسلم: ٤٩٨/٢٤٠

❹ ابوداود: ٧٣٠ وسندہ صحیح

❺ ابوداود: ٧٣٤، وسندہ حسن، وقال الترمذی (٢٦٠): ''حدیث حسن صحیح'' وصححہ ابن خزیمہ: ٦٨٩ وابن حبان، الاحسان: ١٨٦٨ ☆ تنبیہ: فلیح بن سلیمان صحیحین کے راوی ہیں اور حسن الحدیث ہیں، جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، لہٰذا یہ روایت حسن لذاتہ ہے، فلیح مذکور پر جرح مردود ہے۔ والحمدللہ

❻ مسلم: ٧٧٢، ولفظہ: " ثم ركع فجعل يقول :سبحان ربي العظيم ، فكان ركوعه نحواً من قيامه "

❼ ابوداود: ٨٦٩ وسندہ صحیح، ابن ماجہ: ٨٨٧ وصححہ ابن خزیمہ: ٦٠١، ٦٧٠ وابن حبان، الاحسان ١٨٩٥ والحاکم: ١/٢٢٥، ٢/٤٧٧) واختلف قول الذهبي فيه ، میمون بن مہران (تابعی) اور زہری (تابعی) فرماتے ہیں کہ رکوع و سجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چاہئیں (ابن ابی شیبہ فی المصنف: ١/٢٥٠ ح ٢٥٧١ وسندہ حسن)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ❶ یہ دعا آپ کثرت سے پڑھتے تھے۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ ❷

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ❸

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَ مُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ ❹

ان دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے، ان دعاؤں کا ایک ہی رکوع یا سجدے میں جمع کرنا اور اکٹھا پڑھنا کسی صریح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔

تاہم حالتِ تشہد " ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْ " (البخاری: ۸۳۵، واللفظ لہ، مسلم: ۴۰۲) کی عام دلیل سے ان دعاؤں کا جمع کرنا بھی جائز ہے۔☆ واللہ اعلم

۱۷ : ایک شخص نماز صحیح نہیں پڑھتا تھا، آپ ﷺ نے اسے نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے فرمایا: "جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو پورا وضو کر، پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر (اللہ اکبر) کہہ پھر قرآن سے جو میسر ہو (سورۂ فاتحہ) پڑھ، پھر اطمینان سے رکوع کر، پھر اٹھ کر (اطمینان سے) برابر کھڑا ہو جا پھر اطمینان سے سجدہ کر، پھر اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کر، پھر (دوسرے سجدے سے) اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اپنی ساری نماز (کی ساری رکعتوں) میں اسی طرح کر۔ ❺

---

❶ البخاری: ۷۹۴، ۸۱۷، مسلم: ۴۸۴

❷ مسلم: ۴۸۷

❸ مسلم: ۴۸۵

❹ مسلم: ۷۷۱

❺ البخاری: ۶۲۵۱

☆ نیز دیکھئے فقرہ: ۲۵

۱۸: جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' کہتے تھے ❶ '' رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ'' کہنا بھی صحیح اور ثابت ہے۔ ❷

رکوع کے بعد درج ذیل دعائیں بھی ثابت ہیں:

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ ❸ ۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ❹ اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ❺ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ ❻

۱۹: رکوع کے بعد قیام میں ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں، اس مسئلے میں صراحت سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ قیام میں ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ ❼

۲۰: پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (یا کہتے ہوئے) سجدے کے لئے جھکتے ❽

---

❶ البخاری: ۷۳۵، راجح یہی ہے کہ امام مقتدی اور منفرد سب '' سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ '' پڑھیں۔ محمد بن سیرین اس کے قائل تھے کہ مقتدی بھی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۲۵۳/۱ ح ۲۶۰۰ وسندہ صحیح)

❷ البخاری: ۷۸۹، بعض اوقات '' رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' جہراً کہنا بھی جائز ہے، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے روایت ہے کہ '' سمعت أبا هريرة يرفع صوته باللهم ربنا ولك الحمد '' یعنی میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اونچی آواز کے ساتھ ''اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ '' پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۴۸/۱ ح ۲۵۵۶ وسندہ صحیح)

❸ البخاری: ۷۹۶ ❹ مسلم: ۴۷۶ ❺ مسلم: ۴۷۸/۲۰۶ ❻ البخاری: ۷۹۹

❼ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے چاہئیں یا چھوڑ دینے چاہئیں تو انھوں نے فرمایا: ''أرجو أن لا يضيق ذلك إن شاء الله '' مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ (مسائل احمد: روایۃ صالح بن احمد بن حنبل: ۶۱۵) ❽ البخاری: ۸۰۳، مسلم: ۳۹۲/۲۸

۲۱: آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ)) جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے (بلکہ) اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے، آپ ﷺ کا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔ [1]

۲۲: آپ ﷺ سجدے میں ناک اور پیشانی، زمین پر (خوب) جما کر رکھتے، اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (بغلوں) سے دور کرتے اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر (زمین) پر رکھتے۔ [2] سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''آپ ﷺ نے جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔'' [3]

۲۳: سجدے میں آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو اپنی بغلوں سے ہٹا کر رکھتے تھے۔ [4]

آپ ﷺ سجدے میں اپنے ہاتھ (زمین پر) رکھتے، نہ تو انھیں بچھاتے اور نہ (بہت) سمیٹتے، اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے۔ [5]

آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔ [6]

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ''سجدے میں اعتدال کرو، کتے کی طرح بازو نہ بچھاؤ۔'' [7]

---

[1] ابوداود: ۸۴۰ وسندہ صحیح علیٰ شرط مسلم، النسائی: ۱۰۹۲، وسندہ حسن/ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے تھے (البخاری قبل حدیث: ۸۰۳) اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے (صحیح ابن خزیمہ: ۶۲۷ وسندہ حسن، وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم: ۱/۲۲۶ ووافقہ الذہبی) جس روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ رکھتے تھے (ابوداود: ۸۳۸ وغیرہ) شریک بن عبداللہ القاضی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس کے تمام شواہد بھی ضعیف ہیں، ابوقلابہ (تابعی) سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے لگاتے تھے اور حسن بصری (تابعی) پہلے ہاتھ لگاتے تھے (ابن ابی شیبہ: ۱/۲۶۳ ح ۲۷۰۸ وسندہ صحیح) محمد بن سیرین (تابعی) بھی پہلے گھٹنے لگاتے تھے (ابن ابی شیبہ: ۱/۲۶۳ ح ۲۷۰۹ وسندہ صحیح) دلائل کی رو سے راجح اور بہتر یہی ہے کہ پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے لگائے جائیں۔ [2] ابوداود: ۷۳۴، وسندہ حسن، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵ حاشیہ: ۵

[3] ابوداود: ۷۲۶ وسندہ صحیح، النسائی: ۸۹۰ وصححہ ابن خزیمہ: ۶۴۱ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷، نیز دیکھئے فقرہ: ۴ حاشیہ: ۴ [4] ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح دیکھئے فقرہ: ۱۴ حاشیہ: ۴ [5] البخاری: ۸۲۸

[6] البخاری: ۳۹۰، مسلم: ۴۹۵ [7] البخاری: ۸۲۲، مسلم: ۴۹۳، اس حکم میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔ لہٰذا عورتوں کو بھی چاہئے کہ سجدے میں اپنے بازو نہ پھیلائیں۔

آپ ﷺ فرماتے تھے: ''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پیشانی، ناک ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے پنجے'' (1)

آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو سات اطراف (اعضاء) اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں، چہرہ، ہتھیلیاں، دو گھٹنے اور دو پاؤں (2) معلوم ہوا کہ سجدے میں ناک، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کا زمین پر لگانا ضروری (فرض) ہے۔ ایک روایت میں ہے: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَضَعْ أَنْفَهٗ عَلَى الْاَرْضِ)) جو شخص (نماز میں) اپنی ناک، زمین پر نہ رکھے اس کی نماز نہیں ہوتی (3)

۲۴: آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کے بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ (4)

۲۵: سجدے میں بندہ اپنے رب کے انتہائی قریب ہوتا ہے لہٰذا سجدے میں خوب دعا کرنی چاہئے (5) سجدے میں درج ذیل دعائیں پڑھنا ثابت ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى (6) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ (7) سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ (8)

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (9)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ ، دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ ، وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ ، وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ (10)

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ اَسْلَمْتُ ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ ، وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ ، تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (11)

---

(1) البخاری: ۸۱۲، مسلم: ۴۹۰ (2) مسلم: ۴۹۱ (3) الدار قطنی فی سننہ: ۱/۳۴۸ ح ۱۳۰۳ مرفوعاً وسندہ حسن

(4) مسلم: ۴۹۶، یعنی آپ ﷺ اپنے سینے اور پیٹ کو زمین سے بلند رکھتے تھے، عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ)) نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ (5) مسلم: ۴۸۲

(6) مسلم: ۷۷۲ (7) البخاری: ۷۹۴، ۸۱۷، مسلم: ۴۸۴ (8) مسلم: ۴۸۷ (9) مسلم: ۴۸۵

(10) مسلم: ۴۸۳ (11) مسلم: ۷۷۱ (جو دعا باسند صحیح ثابت ہو جائے سجدے میں اس کا پڑھنا افضل ہے، رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا منع ہے دیکھئے صحیح مسلم: ۴۷۹، ۴۸۰)

۲۶: آپ ﷺ سجدے کو جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❶

۲۷: آپ ﷺ سجدے کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ملا دیتے تھے اور ان کا رخ قبلے کی طرف ہوتا تھا۔ ❷

سجدے میں آپ اپنے دونوں قدم کھڑے رکھتے تھے۔ ❸

۲۸: آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر سجدے سے اٹھتے۔ ❹ آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ ❺

آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے (البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰/۲۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں (نبی ﷺ کی) سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا دیا جائے۔ ❻

۲۹: آپ ﷺ سجدے سے اٹھ کر (جلسے میں) تھوڑی دیر بیٹھے رہتے۔ ❼

حتیٰ کہ بعض کہنے والا کہہ دیتا: ''آپ بھول گئے ہیں۔'' ❽

۳۰: آپ جلسے میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) ❾

---

❶ البخاری: ۷۳۸ ❷ البیہقی: ۱۱۶/۲ وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمہ: ۶۵۴ وابن حبان، الاحسان: ۱۹۳۰، والحاکم (۲۲۸/۱، ۲۲۹) علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی ❸ مسلم: ۴۸۶، مع شرح النووی

❹ البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲ ❺ ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح ❻ البخاری: ۸۲۷ ❼ البخاری: ۸۱۸

❽ البخاری: ۸۲۱، مسلم: ۴۷۲ ❾ ابوداود: ۸۷۴ وھو حدیث صحیح، النسائی: ۱۰۷۰، ۱۱۴۶، اس روایت میں رجل من بنی عبس سے مراد: صلہ بن زفر ہے دیکھئے مسند الطیالسی (۴۱۶) ابوحمزہ مولی الانصار سے مراد: طلحہ بن یزید ہے دیکھئے تحفۃ الاشراف (۵۸/۳ ح ۳۳۹۵) وتقریب التہذیب (تحت رقم: ۸۰۶۳) جلسہ میں تشہد کی طرح اشارہ، جس روایت میں آیا ہے (مسند احمد: ۳۱۷/۴ ح ۱۹۰۶۳) اس کی سند سفیان (الثوری) کی تدلیس (عنعنہ) کی وجہ سے ضعیف ہے، حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: '' وأما المدلسون الذين هم ثقات وعدول فإنا لا نحتج بأخبارهم إلا ما بينوا السماع فيما رووا مثل الثوري و الأعمش وأبي إسحاق وأضرابهم من الأئمة المتقنين .... '' مدلسین جو ثقہ وعادل ہیں ہم ان کی صرف انھی روایات سے حجت پکڑتے ہیں جن میں انھوں نے سماع کی تصریح کی ہے مثلاً (سفیان) ثوری، اعمش، ابو اسحاق اور ان جیسے دوسرے صاحب تقویٰ (صاحبِ اتقان) ائمہ (صحیح ابن حبان، الاحسان مع تحقیق شعیب الأرناؤط ج ۱ ص ۱۶۱) سفیان الثوری کو حاکم نیشاپوری نے (مدلسین کی) تیسری قسم (طبقۂ ثالثہ) میں ذکر کیا ہے (دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث ص ۱۰۶) =

۳۱: پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرا) سجدہ کرتے۔ ❶

آپ ﷺ سجدے میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❷

آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❸

سجدے میں آپ ﷺ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے۔ ❹

دیگر دعاؤں کے لئے دیکھئے فقرہ:۲۵

۳۲: پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرے) سجدے سے سر اٹھاتے ❺

سجدے سے اٹھتے وقت آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ❻

۳۳: آپ ﷺ جب طاق (پہلی یا تیسری) رکعت میں دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے۔ ❼

دوسرے سجدے سے آپ ﷺ جب اٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی۔ ❽

۳۴: ایک رکعت مکمل ہوگئی، اب اگر آپ ایک وتر پڑھ رہے ہیں تو پھر تشہد، درود اور دعائیں (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ ❾

= مکحول تابعی رحمہ اللہ دو سجدوں کے درمیان "اللهم اغفرلي وارحمني واجبرني فارزقني" پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۵۳۴ ح ۸۸۳۸ وسندہ صحیح) نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ)) کی دعا سکھائی۔ (صحیح مسلم ۳۵/۲۶۹۷ وترقیم دار السلام: ۶۸۵۰)

❶ البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲/۲۸ ❷ البخاری: ۷۳۸ ❸ مسلم: ۳۹۰/۲۱، سجدہ کرتے وقت، سجدے سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔ ❹ مسلم: ۷۷۲

❺ البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲/۲۸ ❻ البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰/۲۲ ❼ البخاری: ۸۲۳

❽ ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح، آپ ﷺ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنے کا حکم دیتے تھے (صحیح البخاری: ۶۲۵۱) نیز دیکھئے فقرہ ۱۷، اس سنتِ صحیحہ کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ ❾ دیکھئے تشہد = فقرہ: ۴۱ درود = فقرہ: ۴۲ دعائیں = فقرہ: ۴۹، ۵۰، سلام = فقرہ: ۵۰، ۵۱ ایک رکعت پر اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا بھی جائز ہے اور نہ کرنا بھی، مگر بہتر یہی ہے کہ تورک کیا جائے ایک روایت میں ہے کہ "حتىٰ إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخر رجله اليسرىٰ وقعد متوركاً علىٰ شقه الأيسر" ابوداود: ۷۳۰ وسندہ صحیح۔

۳۵: پھر آپ ﷺ زمین پر (دونوں ہاتھ رکھ کر) اعتماد کرتے ہوئے (دوسری رکعت کے لئے) اٹھ کھڑے ہوتے۔ ❶

۳۶: آپ ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قراءت شروع کرتے وقت سکتہ نہ کرتے تھے۔ ❷

سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر گزر چکا ہے۔ ❸

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ ❹ کی رو سے بسم اللہ سے پہلے ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ پڑھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے۔

رکعتِ اولیٰ میں جو تفاصیل گزر چکی ہیں ❺ حدیث: ''پھر ساری نماز میں اسی طرح کر'' ❻ کی رو سے دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھنی چاہئے۔

۳۷: دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد (تشہد کے لئے) بیٹھ جانے کے بعد آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے۔ ❼

آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ترپن کا عدد (حلقہ) بناتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے ❽ یعنی اشارہ کرتے ہوئے دعا کرتے تھے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملاتے (حلقہ بناتے) اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ ❾

لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے۔

---

❶ البخاری: ۸۲۴ و ابن خزیمہ فی صحیحہ: ۶۸۷، ازرق بن قیس (ثقہ / التقریب: ۳۰۲) سے روایت ہے کہ میں نے (عبداللہ) بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں پر اعتماد کر کے کھڑے ہوئے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۹۵ ح ۳۹۹۶ وسندہ صحیح)

❷ مسلم: ۵۹۹، ابن خزیمہ: ۱۶۰۳، ابن حبان: ۱۹۳۳ ❸ دیکھئے فقرہ: ۷ وحاشیہ: ۳ ❹ النحل: ۹۸

❺ فقرہ: ۱ سے لے کر فقرہ: ۳۳ تک ❻ البخاری: ۶۲۵۱، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۷ ❼ مسلم: ۱۱۲/ ۵۷۹

❽ مسلم: ۱۱۵/ ۵۸۰ ❾ مسلم: ۱۱۳/ ۵۷۹

۳۸: آپ ﷺ اپنی دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔ [1]

آپ ﷺ اپنی دونوں ذراعیں [2] اپنی رانوں پر رکھتے تھے [3]

۳۹: آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ [4]

آپ ﷺ انگلی اٹھادیتے، اس کے ساتھ تشہد میں دعا کرتے تھے۔ [5]

آپ ﷺ شہادت والی انگلی کو تھوڑا سا جھکا دیتے تھے۔ [6]

آپ ﷺ اپنی شہادت والی انگلی کو حرکت دیتے (ہلاتے) رہتے تھے۔ [7]

۴۰: آپ ﷺ اپنی تشہد کی انگلی کو قبلہ رخ کرتے اور اسی کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ [8]

آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد والے (پہلے) تشہد، اور چار رکعتوں کے بعد والے (آخری) تشہد، دونوں تشہدوں میں یہ اشارہ کرتے تھے۔ [9]

---

[1] ابوداود: ۷۲۶، ۹۵۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۲۶۶، ابن خزیمہ: ۷۱۳، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ [2] ذراع کے مفہوم کے لئے دیکھئے فقرہ: ۴ [3] النسائی: ۱۲۶۵ وھو حدیث صحیح بالشواہد [4] مسلم: ۵۸۰/۱۱۵

[5] ابن ماجہ: ۹۱۲، وسندہ صحیح، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۲ [6] ابوداود: ۹۹۱ وسندہ حسن، ابن خزیمہ: ۷۱۶، ابن حبان الاحسان: ۱۹۴۳ [7] النسائی: ۱۲۶۹ وسندہ صحیح، ابن خزیمہ: ۷۱۴، ابن الجارود فی المنتقیٰ: ۲۰۸، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ ☆ تنبیہ: بعض لوگوں نے غلط فہمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ "یُحَرِّکُهَا" کا لفظ شاذ ہے کیونکہ اسے زائدہ بن قدامہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ: زائدہ بن قدامہ: **ثقة ثبت، صاحب سنة** ہیں (التقریب: ۱۹۸۲) لہٰذا ان کی زیادت مقبول ہے اور دوسرے راویوں کا یہ لفظ ذکر نہ کرنا شذوذ کی دلیل نہیں کیونکہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ "**ولا یحرکھا**" والی روایت (ابوداود: ۹۸۹، النسائی: ۱۲۷۱) محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے میری کتاب "**أنوار الصحیفة فی الأحادیث الضعیفة**" ص ۲۸ محمد بن عجلان مدلس ہیں (طبقات المدلسین: ۳/۹۸ بتحقیقی / الفتح المبین)

[8] النسائی: ۱۱۶۱، وسندہ صحیح، ابن خزیمہ: ۷۱۹، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۳ ☆ تنبیہ: یہ روایت اس متن کے بغیر صحیح مسلم: ۵۸۰/۱۱۶ میں مختصراً موجود ہے۔ [9] النسائی: ۱۱۶۲، وسندہ حسن ☆ تنبیہ: لا الٰہ پر انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر رکھ دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ احادیث کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شروع سے آخر تک، حلقہ بنا کر شہادت والی انگلی اٹھائی جائے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو (تشہد میں) دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أَحِّدْ أَحِّدْ": صرف ایک انگلی سے اشارہ کرو (الترمذی: ۳۵۵۷ =

٤١ : آپ ﷺ تشہد میں درج ذیل دعا (التحیات) سکھاتے تھے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ ❶ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ❷

٤٢ : پھر آپ ﷺ درود پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ❸

٤٣ : دو رکعتیں مکمل ہو گئیں، اب اگر دو رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ الفجر) ہے۔ تو دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں اور اگر تین یا چار رکعتوں والی نماز ہے تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جائیں۔ ❹

= وقال: حسن، النسائی: ۳: ۱۲۷۳ وھو حدیث صحیح) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شروع تشہد سے لے کر آخر تک شہادت والی انگلی اٹھائی رکھنی چاہئے۔ ❶ علیك سے یہاں مراد حاضر نہیں بلکہ غائب ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو ہم: '' اَلسَّلَامُ يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ '' پڑھتے تھے (البخاری: ٦٢٦٥) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ''علیك'' کی جگہ ''علی'' پڑھنا اس کی زبردست دلیل ہے کہ ''علیك'' سے مراد یہاں قطعاً حاضر نہیں ہے، یاد رہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی روایتوں کو بعد والے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ ❷ البخاری: ۱۲۰۲

☆ تنبیہ: اس مشہور '' التحیات '' کے علاوہ دوسرے جتنے صیغے صحیح و حسن احادیث سے یہاں پڑھنے ثابت ہیں (اس کے بدلے) اُن کا پڑھنا جائز اور موجبِ ثواب ہے۔ ❸ البخاری: ۳۳۷۰، البیہقی فی السنن الکبریٰ ۲/ ۱۴۸ ح ۲۸۵٦ ❹ پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجبِ ثواب ہے، عام دلائل میں ''قولوا'' کے ساتھ اس کا حکم آیا ہے کہ درود پڑھو، اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ نیز دیکھئے سنن النسائی (ج ۳ ص ۲۴۱ ح ۱۷۲۱) والسنن الکبریٰ (۲/ ۴۹۹، ۵۰۰ وسندہ صحیح) تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر ہی کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا: ''پھر اگر نماز کے درمیان (اول تشہد) میں ہو تو (اٹھ کر) کھڑا ہو جائے'' (مسند احمد: ۱/ ۴۵۹ ح ۴۳۸۲، وسندہ حسن) =

۴۴: پھر جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو (اٹھتے وقت) تکبیر (اللہ اکبر) کہتے ❶ اور رفع یدین کرتے۔ ❷

۴۵: تیسری رکعت بھی دوسری رکعت کی طرح پڑھنی چاہیے، اِلا یہ کہ تیسری اور چوتھی (آخری دونوں) رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیے اس کے ساتھ کوئی سورت وغیرہ نہیں ملانی چاہیے جیسا کہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ثابت ہے۔ ❸

۴۶: اگر تین رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ المغرب) ہے تو تیسری رکعت مکمل کرنے کے بعد [دوسری رکعت کی طرح تشہد اور درود پڑھ لیا جائے اور دعا (جس کا ذکر آگے آرہا ہے) پڑھ کر دونوں طرف] سلام پھیر دیا جائے۔ ❹

تیسری رکعت میں اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا چاہیے دیکھئے فقرہ: ۴۸

۴۷: اگر چار رکعتوں والی نماز ہے تو پھر دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے۔ ❺

۴۸: چوتھی رکعت بھی تیسری رکعت کی طرح پڑھے۔ ❻ آپ ﷺ چوتھی رکعت میں تورک کرتے تھے (صحیح البخاری: ۸۲۸) تورک کا مطلب یہ ہے کہ ''نمازی کا دائیں کولہے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو، اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، نیز بائیں کولہے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔'' (القاموس الوحید ص ۱۸۴۱ نیز دیکھئے فقرہ: ۴۹)

نماز کی آخری رکعت کے تشہد میں تورک کرنا چاہیے۔ دیکھئے سنن ابی داود (۷۳۰ وسندہ صحیح)

چوتھی رکعت مکمل کرنے کے بعد التحیات اور درود پڑھے۔ ❼

= اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرا جا رہا ہے تو تورک کرنا بہتر ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہے دیکھئے فقرہ: ۳۴، حاشیہ: ۹ ❶ البخاری: ۷۸۹، ۸۰۳، مسلم: ۳۹۲/۲۸ ❷ البخاری: ۷۳۹☆ تنبیہ: یہ روایت بالکل صحیح ہے، اس پر بعض محدثین کی جرح مردود ہے، سنن ابی داود (۷۳۰ وسندہ صحیح) وغیرہ میں اس کے صحیح شواہد بھی ہیں۔ والحمدللہ ❸ دیکھئے فقرہ: ۱۱، حاشیہ: ۵ ❹ دیکھئے البخاری: ۱۰۹۲ ❺ دیکھئے فقرہ: ۳۳

❻ یعنی صرف سورۂ فاتحہ ہی پڑھے، تاہم تیسری اور چوتھی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ سورت وغیرہ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ صحیح مسلم (۴۵۲) کی حدیث سے ثابت ہے۔ ❼ دیکھئے فقرہ: ۴۱، وفقرہ: ۴۲

۴۹: پھر اس کے بعد جو دعا پسند ہو (عربی زبان میں) پڑھ لے ❶ چند دعائیں درج ذیل ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ پڑھتے یا پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ❷

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ❸

○ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ❹

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْماً كَثِيْراً وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ ، وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ❺

○ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ❻

---

❶ البخاری: ۸۳۵، مسلم: ۴۰۲، اس پر امیر المؤمنین فی الحدیث، امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے: "باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشهد ولیس بواجب" یعنی: تشہد کے بعد جو دعا اختیار کر لی جائے اس کا باب اور یہ (دعا) واجب نہیں ہے۔ ❷ البخاری: ۱۳۷۷، مسلم: ۵۸۸/۱۳۱ ، رسول اللہ ﷺ اس دعا کا حکم دیتے تھے (مسلم: ۵۸۸/۱۳۰) لہٰذا یہ دعا تشہد میں ساری دعاؤں سے بہتر ہے، طاوس (تابعی) سے مروی ہے کہ وہ اس دعا کے بغیر نماز کے اعادے کا حکم دیتے تھے (مسلم: ۵۹۰/۱۳۴)

❸ البخاری: ۸۳۲، مسلم: ۵۸۹ ❹ مسلم: ۵۹۰

❺ البخاری: ۸۳۴، مسلم: ۲۷۰۵ ❻ مسلم: ۷۷۱

۵۰: ان کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں ان کا پڑھنا جائز اور موجبِ ثواب ہے مثلاً آپ ﷺ یہ دعا بکثرت پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" [1]

دعا کے بعد آپ ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دیتے تھے۔ [2]

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ [3]

۵۱: اگر امام نماز پڑھا رہا ہو تو جب وہ سلام پھیر دے تو سلام پھیرنا چاہئے، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ" ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔ [4]

---

[1] البخاری: ۴۵۲۲ [2] مسلم: ۵۸۱، ۵۸۲

[3] ابوداود: ۹۹۶، وھو حدیث صحیح، الترمذی: ۲۹۵ وقال: "حسن صحیح" النسائی: ۱۳۲۰، ابن ماجہ: ۹۱۴، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۸۷

☆ تنبیہ: ابو اسحاق الہمدانی نے "حدثني علقمة بن قيس والأسود بن يزيد و أبو الأحوص" کہہ کر سماع کی تصریح کر دی ہے، دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۱۷۷ ح ۲۹۷۴، لہٰذا اس روایت پر جرح صحیح نہیں ہے، ابو اسحاق سے یہ روایت سفیان الثوری وغیرہ نے بیان کی ہے والحمدللہ۔ اگر دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں تو بھی جائز ہے، دیکھئے سنن ابی داود (۹۹۷ وسندہ صحیح)

[4] البخاری: ۸۳۸، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پسند کرتے تھے کہ جب امام سلام پھیر لے تو (پھر) مقتدی سلام پھیریں (البخاری قبل حدیث: ۸۳۸ تعلیقاً) لہٰذا بہتر یہی ہے کہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ہی مقتدی سلام پھیرے، اگر امام کے ساتھ ساتھ، پیچھے پیچھے بھی سلام پھیر لیا جائے تو جائز ہے دیکھئے فتح الباری (۲/۳۲۳ باب ۱۵۳، یسلم حین یسلم الإمام)

دعائے قنوت: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

(سنن ابی داود: ۱/۲۰۸، ۲۰۹ ح ۱۴۲۵، اسے ترمذی (۱/۱۰۶ ح ۴۶۴) نے حسن، ابن خزیمہ (۲/۱۵۱-۱۵۲ ح ۱۰۹۵، ۱۰۹۶) اور نووی نے صحیح کہا ہے)

نماز کے بعد اذکار

۱: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "كُنْتُ أَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ" "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اختتام تکبیر (اللہ اکبر) سے پہچان لیتا تھا۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ "مَا كُنَّا نَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ" ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا معلوم نہیں ہوتا تھا مگر تکبیر (اللہ اکبر سننے) کے ساتھ۔ [2]

۲: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (پوری کر کے) ختم کرنے کے بعد تین دفعہ استغفار کرتے (استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ) اور فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ ، تَبَارَكْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) [3]

۳: آپ صلی اللہ علیہ وسلم درج ذیل دعائیں بھی پڑھتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ [4]

---

[1] البخاری: ۸۴۲، مسلم: ۵۸۳/۱۲۰، ولفظہ: " كنا نعرف انقضاء صلٰوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتكبير " امام ابوداود نے اس حدیث پر " باب التكبير بعد الصلٰوة " کا باب باندھا ہے (قبل ح ۱۰۰۲) لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ (فرض) نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہئے، یہی حکم منفرد کے لئے بھی ہے "أن رفع الصوت بالذكر " میں الذکر سے مراد " التكبير " ہی ہے جیسا کہ حدیث بخاری وغیرہ سے ثابت ہے، اصول میں یہ مسلّم ہے کہ " الحديث يفسر بعضه بعضاً" یعنی ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔

[2] مسلم: ۵۸۳/۱۲۱ [3] مسلم: ۵۹۱ [4] البخاری: ۸۴۴، مسلم: ۵۹۳

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ❶

آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس [۳۳] دفعہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس [۳۳] دفعہ تحمید (الحمدللہ) اور تینتیس [۳۳] دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھے اور آخری دفعہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَـدِيْــرٌ" پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ (گناہ) سمندر کے جھاگ کے برابر (بہت زیادہ) ہوں۔ ❷ تینتیس [۳۳] دفعہ سبحان اللہ، تینتیس [۳۳] دفعہ الحمدللہ، اور چونتیس [۳۴] دفعہ اللہ اکبر کہنا بھی صحیح ہے۔ ❸

آپ ﷺ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات (وہ سورتیں جو قل اعوذ سے شروع ہوتی ہیں) پڑھیں۔ ❹

ان کے علاوہ جو دعائیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے، چونکہ نماز اب مکمل ہو چکی ہے لہٰذا اپنی زبان میں دعا مانگی جا سکتی ہے ❺

٤: آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ، لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَّمُوْتَ)) ❻

جس نے ہر فرض نماز کے آخر میں (سلام کے بعد) آیت الکرسی پڑھی، وہ شخص مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔

---

❶ ابوداود: ۱۵۲۲ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۳۰۴ وصححہ ابن خزیمہ: ۷۵۱ وابن حبان، الاحسان: ۲۰۱۷، ۲۰۱۸ والحاکم علیٰ شرط الشیخین (۲۷۳/۱) ووافقہ الذہبی ❷ مسلم: ۵۹۷ ❸ دیکھئے مسلم: ۵۹۶ ❹ ابوداود: ۱۵۲۳ وسندہ حسن، النسائی: ۱۳۳۷ ولہ طریق آخر عند الترمذی: ۲۹۰۳ وقال: "غریب" وطریق ابی داود: صححہ ابن خزیمہ: ۷۵۵ وابن حبان، الاحسان: ۲۰۰۱ والحاکم (۲۵۳/۱) علیٰ شرط مسلم ووافقہ الذہبی ❺ نماز کے بعد اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے اور آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے (البخاری فی الادب المفرد: ۶۰۹ وسندہ حسن) اس روایت (اثر) کے راویوں محمد بن فلیح اور فلیح بن سلیمان دونوں پر جرح مردود ہے، ان کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گرتی، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵، حاشیہ: ۵ ❻ النسائی فی الکبریٰ: ۹۹۲۸ (عمل الیوم واللیلۃ: ۱۰۰ وسندہ حسن، وکتاب الصلوٰۃ لابن حبان (اتحاف المہرۃ لابن حجر: ۲۵۹/۶ ح ۶۴۸۰)